متمردین عاد اور رہبر عاد

سیدنا ہود علیہ السلام

(از مولوی عبد الجلیل صاحب رحمانی)

اس عالم انقلاب آباد اور چرخ نیلوفری کے نیچے بڑی بڑی قومیں پیدا ہوئیں، اپنی شہنشاہیت کا پرچم لہرایا، ربع مسکوں کا چپہ چپہ ان کی جولانگاہ بنا، دنیا کی کمزور طاقتیں ان کی قوت وطاقت، سطوت وصولت کے آگے جھک پڑیں مگر پھر ہوا کیا؟ ان کے طغیان و سرکشی اور جور وجفا کی وجہ سے قدرت غیب کی سخت گرفت نازل ہوئی۔ مظلوم بندگان الٰہی، یتیموں اور بیواؤں کی درد بھری آہوں، داعی حق اور مصلح قوم کی دعا سحر گاہی سے متاثر ہو کر فیصلہ کن انقلاب کی صورت میں ان کی ہلاکت نمودار ہوئی ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ۔۔۔ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

اس سلسلہ کی چند کڑیاں گذر چکی ہیں آج بھی ناظرین کے سامنے امم ماضیہ کے انقلابات کی ایک مختصر تاریخ عبرت وبصیرت کے لئے پیش کی جاتی ہے یہ انقلاب قدیم دنیا کا ایک اہم انقلاب ہے جو اپنے اندر ہزاروں درہزار "عبرت وموعظت" کا خزانہ پوشیدہ رکھتا ہے چونکہ قرآن پاک، اور اس آخری صحیفۂ سماوی کے قصص، اور سابقہ اقوام کی سرگذشتیں جو قرآن میں ہیں۔ سب کی سب مستحکم تاریخی حقائق پر مبنی ہیں، قرآن حمید کے بیان کردہ واقعات نجومیوں کے قصے، کہانیاں اور اختراعی داستانیں نہیں اسلئے ہم اس قوم کی سرگذشت ذرا بسط کے ساتھ تاریخ کی روشنی میں پیش کر رہے ہیں تاکہ حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آجائے۔

قوم عاد آج ہم جس قصۂ پارینہ کو دہرا رہے ہیں یہ اس قوم کا زہرہ گداز قصہ ہے جس کا ظہور اور جس کی ترقی وعروج کا پرچم آج سے تقریباً چار ہزار ایکسو انتالیس سال قبل سرزمین عرب کے نہایت سرسبز اور زرخیز علاقہ پر لہرا رہا تھا۔ یہ وہی قوم ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کے بعد زمین کی خلافت عطا کی تھی یہ وہی قوم ہے جس کے پاس حکومت وسلطنت ارضی کی امانت رکھی گئی تھی، یہ وہی صاحب جبروت قوم ہے جس نے بابل، مصر، اسیریا، فنیشیا، قرطاجنہ، یونان وکریٹ میں بزور شمشیر حکومت حاصل کی تھی۔ مشہور مورخ مسیو سیدیو اپنی تاریخ عرب میں لکھتا ہے۔ "عاد مسیح سے دو ہزار برس پہلے مصر وبابل پر قابض تھے"

علامہ ابن قتیبہ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ نے بھی اس قوم کے بعض قبائل کی حکومت مصر وبابل پر تسلیم کی ہے۔ فلسفۂ تاریخ کا موجد علامہ ابن خلدون المغربی لکھتا ہے ان قوم عاد والعمالقۃ ملکوا العراق یعنی عاد اور قوم عمالقہ نے عراق پر بھی حکومت کی تھی۔ توراۃ سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے۔ مورخ یعقوبی نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ "جب اہل مصر نے عورتوں کو بادشاہ بنایا تو شام کے عمالقہ خاندان کے بعض بادشاہوں نے مصر کو طمع وحرص کی نظر سے دیکھا اور مصر کو پامال کر دیا یہانتک کہ مصری ان کی بادشاہت پر راضی ہو گئے اھ" معجم یاقوت میں بھی مصر پر عمالقہ کی حکومت کا ذکر ہے۔ یہ چند اقتباسات اس لئے درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ اس قوم کی حاکمانہ عظمت پر قدرے روشنی پڑ جائے ورنہ پوری تاریخ تو انتہائی تفصیل کی مقتضی ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ خلیج فارس کے ساحلی علاقے یمن۔ اور حضرموت سے لیکر اطراف عراق تک جو قوم آباد تھی جس کا ذکر اوپر

ر رچکا ہے اور جسے عاد کہا جاتا ہے۔ آؤ ہم اس قوم کی اجمالی تاریخ قرآن پاک کے صفحات میں بھی دیکھیں۔ مورخین عاد کو ارم بن سام
کے خاندان سے لکھتے ہیں قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے (پ۳۰ سورہ فجر) ابھی ابھی تم نے مورخین کی زبانی قوم عاد کی قوت و اقتدار اور
غلبہ کا حال سنا قرآن بھی اس قوم کے غرور اور فخر، استکبار اور افساد و تخریب کا ذکر کرتا ہے (پ۲۴ س۴۱ ۲۶۔ و پ۳۰ سورہ فجر) تاریخ
ن کے فن تعمیر پر جہاں روشنی ڈالتی ہے قرآن بھی اس کی تصدیق کرتا ہے (پ۱۹ س۲۶ ۶۷) قرآن نے عاد کو قوم نوحؑ کا جانشین بتلا کر
ن کی عظیم الشان سلطنت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے (پ۸ س۷ ۹۶) اور مورخین بھی یہی کہتے ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے متعدد سورتوں
ں اس قوم کی تاریخ پر روشنی ڈالی ہے۔ سورہ اعراف۔ حٰم السجدہ۔ احقاف۔ ہود۔ الشعراء۔ الحاقہ وغیرہ سورتوں میں پوری
ری تفصیل ملیگی۔

صول ارسال وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ ہم عذاب نہیں نازل کرتے ہیں جب تک کہ رسول برحق نہ بھیج
یں۔ خدا کا ایک ازلی قانون ہے کہ وہ ہمیشہ اتمام حجت کے لئے قوم میں علماء، صلحاء، مجددین امت اور مصلحان قوم پیدا کرتا ہے تاکہ
ٹکی ہوئی قوم اور گم کردہ منزل قافلۂ انسانیت کو انسانیت کے جادۂ مستقیم پر لگا دیں اور تاکہ بشر کی تخلیق کا منشاء اعلیٰ اور جن و بشر
تکوین میں جو حکمت الٰہیہ مضمر ہے اس کا ظہور تعبد و انقیاد، امتثال امر اور زہد و ورع عبادت و ریاضت، خالق کی تسبیح و تحمید
قدیس و تنزیہ، امن و امان عدل و انصاف کی صورت میں نمایاں ہو، ہماری مادی نظریں دیکھتی ہیں کہ جب دنیا میں آفتاب
حرارت موسم گرما کی سخت تپش اور باد سموم کے جھلسا دینے والے جھونکوں سے سرسبز اور ہرے بھرے ننھے ننھے پودے اور خوشنما
غات، خوشکن مرغزار زرد پڑجاتے، اور جلکر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں البتہ زمین کی گود میں کچھ مواد مدفون ہوتے ہیں تو ایسی
یوس کن حالت میں ضرورت ہوتی ہے کہ ابر کرم کے چند قطرات اور فیض عمیم کے کچھ چھینٹے نازل ہوں تاکہ زمین میں دبے
وئے مواد ابھریں اور لہلہا اٹھیں۔ بعینہ یہی حال باغ انسانیت کا بھی ہے جب انسانیت کی مقدس کھیتی اور بشریت کا لہلہاتا
باغ، شیطان رجیم کی تخریبی کاوش، اور فسق و فجور، جور و جفا کے باد سموم سے جلکر سیاہ ہو جاتی اور ہدایت کا چشمۂ شیریں خشک
و جاتا ہے تو آب رحمت کا نزول کڑک و گرج، ابر و باد کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور ہونا ضروری ہے تاکہ ہوا کے تند جھونکوں سے
سانیت کے ناکارہ درخت اکھڑ جائیں اور آنیوالی نسلوں کے لئے انسانیت کی زمین ہموار ہو جائے اور تاکہ پانی کے قطرات
سے انسانیت کے صالح مواد ابھریں اور لہلہائیں۔ خدا کی رحمت کا نزول ہمیشہ تعمیری اور تخریبی دونوں پہلوؤں پر مشتمل
وتا ہے ایک حقانیت و صداقت کی تعمیر دوسرے کذب و بطلان کی تخریب، ذرا وسیع نظر سے دیکھکر اس قاعدہ اور
صل کو جانچو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جمیع انبیاء علیہم السلام اسی اصل کے ماتحت ہمیشہ رحمت اور عذاب بنکر نازل ہوئے
ہے، عدیسؓ نینوائی۔ صہیبؓ رومی۔ سلمانؓ فارسی، بلال حبشیؓ کیلئے پیغمبر عربی فداہ ابی و امی علیہ الوف التحیات والتسلیمات
سم رحمت بنکر تشریف لائے تھے مگر شوربختان مکہ ولید بن مغیرہ، عتبہ بن الولید، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی
معیط اور ابو جہل بن ہشام کیلئے عذاب ثابت ہوئے۔ اس دقیق نکتہ کے سمجھنے میں کہیں یہ غلطی نہ آپ کر بیٹھیں کہ پیکر رحمت
رسل، سرور عالم مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم، باغ انسانیت کے ہرے بھرے پودوں کو جلانے کیلئے تشریف لائے تھے۔ نعوذ
باللہ من ذلک، نہیں نہیں بات یہ نہیں ہے آپ تو آبیاری ہی کیلئے تشریف لائے تھے مگر خواص نباتات کا علم رکھنے والے

بچتے ہیں بہت سے بنے اور کمزور پودے اپنے ذاتی نقص اور عدم صلاحیت کی وجہ سے گل جاتے ہیں، نبوت و رسالت کے سیل عظیم کا بھی یہی حال تھا کفر وشرک کے ناقص پودے گل گئے اور توحید کے پودے لہکے اور بڑھے، پھولے پھلے اور ایسے باردار ثابت ہوئے کہ ان کے شیریں میووں سے کروڑوں انسان لذت اندوز ہوگئے۔ آپ کے پیکر رحمت، اور مجسمہ فیض ہونے میں کوئی نقص نہ تھا ہاں خرابی اگر تھی تو صرف آپ کے مخاطبوں ہی میں تھی ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شور بوم و خس

اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ہدایت اللہ کی دین ہے جسے دیدے ؎

حسنؓ ز بصرہ بلالؓ از حبش صہیبؓ از روم　　ز خاک مکہ ابوجہل اینچہ بوالعجی ست

یہ توضمناً ایک مقدمہ تھا جسے قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اب آپ پھر ہماری اس بات پر توجہ کریں کہ جب انسانیت کی کھیتی جل جاتی اور چشمہ ہدایت خشک ہو جاتا ہے تو آب رحمت کا نزول ہوتا ہے یہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جس قوم کا ہم ذکر کر رہے ہیں اور جس زمانہ کی تاریخ آپ کے سامنے دھرائی جا رہی ہے یہ وہ بدبخت قوم اور وہ منحوس دور ہے کہ شجر انسانیت اس زمانہ میں بالکل جل چکا تھا، انسانیت کی گردن ندامت کی وجہ سے جھکی ہوئی تھی، انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے تمام اسباب و محرکات پیدا ہو چکے تھے، قوموں کی ہلاکت و بربادی کے جتنے بھی دواعی و علل ہو سکتے ہیں سب کے سب ظہور میں آ چکے تھے اور سب سے بڑھکر یہ کہ حق و باطل میں فیصلہ کن دن آ گیا تھا، چنانچہ قدرت غیب نے سیدنا ونبینا حضرت ہود علیہ السلام کو اسی فیصلہ کیلئے مبعوث کیا۔

رہبر عادؑ مورخین نے عاد کو عوص بن ارم بن سام کا حقیقی بیٹا لکھا ہے اس قوم کے رہبر اعظم اور رسول برحق سیدنا ہود علیہ السلام بھی اسی سامی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا گیا ہے۔ ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ الخ۔ حضرت ہود علیہ السلام سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پیشتر گذرے ہیں، حسب بیان بعض مفسرین ہود علیہ السلام شالح بن ارفکشاد بن سام بن نوح علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ اس قول کے بنا پر شالح (حضرت ہود علیہ السلام کے والد) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتویں دادا ہوتے ہیں آپ اور ہود علیہ السلام کے درمیان چھ واسطے پڑتے ہیں اور ساتویں پشت (یعنی شالح) میں دونوں مل جاتے ہیں (دیکھو ابراہیم علیہ السلام کا نسب نامہ)

سیدنا ہود علیہ السلام نے قوم کو ان لفظوں میں دعوت دی اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ (پ۱۹ س۲۶ ع۷) یعنی اے قوم میں خدا کا فرستادہ امانتدار پیغمبر ہوں تم خدا سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو، دوسری جگہ فرمایا اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ۙ وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۚ اے قوم تجھے خدا نے بہتیرے مال و اولاد کی نعمت، باغات اور نہروں کے بیش قیمت انعام سے مالامال کر رکھا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ؕ اے قوم مجھے ڈر ہے تیرے کفران نعمت، استکبار اور معصیت کی وجہ سے کہیں کسی بڑے اور خطرناک دن کی مصیبت نہ نازل کر دی جائے۔ (حوالہ مذکور) اپنی بدبخت قوم کو توحید کی طرف ان پیارے لفظوں سے بلایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اے میری قوم کے لوگو اللہ کی عبادت کرو تمہیں کیا ہو گیا ہے اس کے سوا تو کوئی دوسرا معبود ہے ہی نہیں پھر کیوں اس سے نہیں ڈرتے

(ش پ ع ۹۶) کبھی ذرا سختی سے پیش آنے کی ضرورت ہوئی تو انتہائی بے باکی کے ساتھ فرمایا اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (پ ۱۲ ع ۳) اے جبابرۂ عاد اور اے میری قوم کے متمردین میں تمہاری جہالت اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہوں (اب برداشت کی تاب نہیں) اللہ اللہ حقگوئی اور دعوت و عزیمت کا کتنا بڑا درس ہے۔ شالخ کا بیٹا ہودؑ (علیہ السلام) جس کے پاس اعوان و انصار کی منظم جمعیت نہیں، جسکی حفاظت کا کوئی ظاہری اور مادی سامان نہیں، جس کے پاس زر و جواہر کا انبار نہیں، یہ اس کے الفاظ ہیں۔ چونکہ اسے اپنی حقانیت اور صداقت پر پورا یقین تھا، مشعل ایمان سے اس کا قلب منور تھا، اس کشمکش کے آخری نتیجہ اور عاقبت امر کی بھلائی پر اسے پورا بھروسا تھا اس اذعانی قوت ہی کی وجہ سے اس نے یہ الفاظ بلا خوف و خطر اپنی زبان سے ادا کر دیئے ذرا اس قوم کو بھی دیکھو جسے یہ ملامت کی جا رہی ہے یہ وہی پر سطوت قوم ہے جو کہتی تھی مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔ حٰم السجدہ "ہم سے بڑھکر طاقتور کونسی جماعت ہے" یہ وہی قوم تو ہے جس سے شاہان وقت لرزتے تھے، بابل و مصر فینیشیا، قرطاجنہ، یونان و کریٹ جن کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ آج اسی قوم کو ایک بے یار و مددگار انسان ڈانٹ کر جاہل کہہ رہا ہے اور یہ بھی کہتا ہے اگر ہماری نہیں سنی تو پھر خیر بھی نہیں"

حالت زار کتنی حسرت سرا ہے یہ داستان، قوم مسلم جو صرف اور صرف اسلئے پیدا ہوئی تھی کہ صداقت کا علم بلند کرے۔ حق کی آواز اس کی زبان سے نکلکر کفر و شرک کی بستی میں طغیان و سرکشی کے لشکر میں تہلکہ مچا دے مگر آہ آج مسلمان قوم ہے، لیڈران قوم، اور اخبار فروش ہیں کہ ان کی زبانِ صداقت پر مہر لگی ہوئی ہے (الا ماشاء اللہ) طوائف بندیوں، جماعتی رقابتوں، اور ذاتی عنادوں کی وجہ سے بے جا حمایت پر تلے ہوئے ہیں، اپنی جماعت کا ہر باطل ردیہ حق، اور دوسری جماعت کا ہر قول صادق بھی باطل ٹھیرایا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر جماعتوں کا یہی حال ہے چاہے "قضیہ مدح صحابہؓ ہو" چاہے "تحریک مسجد شہید گنج" خواہ "آرمی بل" ہو خواہ "خلع بل" (وقس علی ھذا) جو تحریک بھی کسی جماعت نے اٹھائی دوسری جماعت کے نزدیک وہ تحریک باطل ہوتی ہے۔ کاش مسلمان منظم ہوتے اور دنیا والوں کی نظروں میں کچھ عزت حاصل کرتے، یا کم از کم اپنی اپنی روش ہی پر قائم رہتے مگر غیروں کی پگڑی اچھالنے، سب و شتم کی بوچھاڑ کرنے، کیچڑ اچھالنے، اور دوسروں کے اثر و رسوخ کو مٹانے کیلئے عامیانہ روش ترک کر دیتے، صرف دلائل و براہین پر اکتفا کر کے حق و باطل کا فیصلہ مستقبل پر چھوڑ دیتے، ہمیشہ دیکھا گیا ہے حق و باطل کی کشاکش میں زمانہ سے بڑھکر ثالث اور کوئی نہیں، جب سیاست کا غبار آلود مطلع صاف ہوگا تو خود دیکھنے والے دیکھ لیں گے کون گدھی پر سوار ہے، اور کون گھوڑے پر؟ جب پروپیگنڈا کی وبا تھمیگی تو خود ہی حق، و باطل، نور اور ظلمت کی طرح سامنے آکر ہی رہیں گے، مگر بدبخت قوم کس کی سنتی ہے، بوالہوس لیڈر کس کی بات مانتے ہیں، ابن الوقت سیاست کے عیاش ہم میں سے کب فنا ہو سکتے ہیں جو جذبہ اور اشتعال کے ماتحت عوام کے نازک جذبات سے کھیلتے رہتے ہیں۔

پوزیشن ہود علیہ السلام نے اپنی بے لوث خدمت، اور بے غرض، بے طمع دعوت اور استغنائے نفس کا اظہار بایں طور فرمایا يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (ہود) اے قوم میں تم سے اپنی اس تبلیغ کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا میرا اجر اس پر ہے جس نے مجھکو پیدا کیا ہے۔ کیا تم میری یہ بے غرضی اور استغنا نہیں دیکھتے (مجھے تو صرف تمہارا درد ہے) +

آؤ ذرا ہم غور کریں! کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی پوزیشن بار بار محولہ بارہ لفظوں کے ساتھ صاف کرتے نظر آرہے ہیں، کیوں پکار پکار کر کہتے ہیں ہم اپنی تبلیغ کی اجرت نہیں لیتے۔ سیدنا نوحؑ نے یہی کہا۔ صالح علیہ السلام نے بھی یہی کہا، شعیبؑ مدین نے یہی کہا، موسیٰؑ عمران نے بھی یہی پکارا، فخر رسل خاتم الانبیاءؐ نے بھی یہی فرمایا۔ آخر اس میں راز کیا ہے؟ اور ہمارے لئے کیا اس میں عبرت و بصیرت ہے؟ اصل راز یہ ہے کہ جو وقت داعی حق اور مبلغ دنیاوی حرص و آز سے پاک ہوتا ہے تو اس کی آواز میں تاثیر، اس کی سحر آفریں تقریر میں اثر انگیزی اور اس کے نعرۂ حق میں انقلاب کی روح ہوتی ہے زود یا بدیر زمانہ کا فیصلہ اس داعی ہی کے حق میں ہوتا ہے۔ غور تو کرو سرزمین عرب کی پوری حکومت جب بارگاہ قدس کے آخرین اور نبوت و رسالت کے افضل ترین مبلغ کے قدموں پڑ ڈالی گئی تو فخر الانبیاءؐ نے اسے پیروں سے ٹھکرا دیا آخرکار آپ کی بے لوث خدمت کا نتیجہ کیا رہا؟ کسکی فتحمندی کا جھنڈا عرب پر لہرایا؟ کس کا اسم گرامی شرقاً غرباً جنوباً شمالاً خدا کے اسم پاک کے ساتھ ساتھ دہرایا جانے لگا؟ ساحر کہے گئے، کاہن بھی پکارے گئے، قوم نے مجنوں بھی کہا، مفتری کے لقب سے بھی یاد کیا، مگر طامع اور حریص بندۂ زر اور عبدالدنانیر والدراہم کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ہندوستان کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت کو دیکھو، قیادت اور لیڈری کے بھوکے، شہرت و ناموری کے طالب، بارگاہِ حکومت کے کاسہ لیسانِ ازلی، قوت و اقتدار کے پالتو کتے، سیاست کی منڈیوں میں دمڑیوں اور ٹکوں پر بکنے والے، مساجد فروش اور شاہد وزارت کے عشاق، یہ بندگان جاہ جو بین الاقوامی سیاست کی ذرا سی نزاکت دیکھکر قوت و اقتدار کے قدموں پر خود بخود گرے پڑتے ہوں، کہتے ہیں ہم بھی اسلام کے مبلغ، قوم کے قائد و رہبر ملت بیضاء کے پاسبان ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خطاب مدارس عربیہ کے فاضلو! اور اے پاسبانان ملت بیضاء۔ اور اے وارثان انبیاء تمہارے ہی دم خم سے شریعت کی یہ گرما گرمی، قال اللہ قال الرسول کی یہ سامعہ نواز صدائیں، پیغمبر عربی کی پاک تعلیمات کی سچی تصویر تمہارے ہی مقدس چہرے میں نظر آتی ہے۔ خدارا اٹھو۔ زمانہ کی ہوا تمہارے خلاف چل رہی ہے سیل مغرب اور تہذیب یورپ کا اپنی بے لوث تبلیغ سے مقابلہ کرو۔ اسلام کا صحیح نمونہ بنکر قوم کے سامنے آؤ تمہاری بات سنی جائیگی لا اسئلکم علیہ اجراً (میں تم سے اے قوم اجر نہیں چاہتا خدا اجر دیگا) کی آواز بلند کرکے اپنی پوزیشن پہلے صاف کرو، قرآن کا درس یہی، انبیاء کی تعلیم یہی سلف امت کا طریقہ یہی، گداگری ترک کرو، جفاکشی سیکھو اور پڑھلو ؎

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے　　بہ پیش ہمت ما ہرچہ آمد بود مہمانے

زمانے کا رخ بدل دو۔ "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" پر مت عمل کرو، بلکہ تمہارا عمل "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز" پر ہونا چاہیئے۔

انجام عاد جب قوم عاد کی سرکشی و نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو آخر قدرت غیب کی گرفت نے سب کو آدبوچا۔ متواتر سات رات آٹھ دن تک سخت تند و تیز آندھیوں کے جھونکوں نے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور اس عظیم الشان قوم کو آن کی آن میں فنا کرکے رکھدیا۔

اِنَّ فِیْ ذَالِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ؕ